Pakistan Tehreek-e-Insaf
Central Media Department

سائفر کیس کی قانونی حیثیت

1) سائفر میں کبھی بھی حساس نوعیت کا مواد نہیں تھا جو ریاست یا کسی بھی ریاستی ادارے، خواہ وہ فوجی ہو یا سول، کی خود مختاری کو خطرے میں ڈالتا ہو۔

2) آرٹیکل 90 کے تحت وزیر اعظم فیڈریشن کا چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے اور وہ وزارت خارجہ سمیت تمام وزارتوں کے معاملات کو بالواسطہ یا بلاواسطہ کنٹرول کرتا ہے۔ وزیر اعظم نے سائفر کے معاملے میں رولز آف بزنس کے تحت تمام ذمہ داریوں کو پورا کیا اسلیے کسی ضابطے یا قانون کی خلاف ورزی کا سوال پیدا نہیں کیا جا سکتا۔

3) آرٹیکل 248(1) کے تحت "وزیر اعظم اپنے عہدے کے اختیارات کے استعمال کے لیے کسی بھی عدالت کے سامنے جوابدہ نہیں ہوتا"۔ اس آرٹیکل کے مطابق یہ استغاثہ کی طرف سے طاقت کا غلط استعمال اور بے ایمانی پر مبنی تفتیش ہے۔ دستورِ پاکستان کی اس شق کو ملک کے دوسرے اعلیٰ ترین عہدے پر اعتماد کی مجرمانہ خلاف ورزی اور ذاتی اختیارات کا غلط استعمال ثابت کر کے مطمئن کیے بغیر کیس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں بنتی۔

4) اس سائفر دستاویز کا محافظ یا موجد وزارت امور خارجہ ہے اور وہ اس کی سیکیورٹی درجہ بندی کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ یہی اختیار وزیر اعظم کے پاس بھی ہے۔

آرٹیکل 91 کے تحت وزیر اعظم کو کابینہ ارکان کی صورت میں وزراء اور مشیروں کی معاونت حاصل ہوتی ہے اور PLD 2016 SC 808 کے مطابق حکومت کا مطلب کابینہ ہے۔ وزیر اعظم اتحادیوں پر مشتمل

حکومت (کابینہ) کے پاس سائفر لے کر گئے جنھوں نے اپنے جائز اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے اس کی درجہ بندی (سیکیورٹی کلا سیفیکیشن) میں تبدیلی کی منظوری دی۔ لہٰذا یہ دستاویز اس قانونی چارہ جوئی کے بعد آفیشل سیکرٹ ایکٹ کے دائرے سے باہر ہو چکی ہے۔ سائفر ٹرائل کے لیے کابینہ کی کارروائی کو غیر قانونی یا رولز آف بزنس کی خلاف ورزی قرار دینے کی ضرورت ہے جو کہ قانون کے نقطہ نظر سے ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

5) ہر انتہائی خفیہ دستاویز پر کاپی نمبر موجود ہوتا ہے اور اس کی فوٹو کاپی بھی نہیں کی جاسکتی۔ اسے ایک مخصوص بااختیار وصول کنندہ کو بھیجا جاتا ہے جو وصولی کی تصدیق کرتے ہوئے ایک رسید پر دستخط کرتا ہے اور وہ محافظ ادارے کو واپس کر دی جاتی ہے، کیا اس طریقہ کار پر عمل کیا گیا تھا یا نہیں ایک حل طلب مسئلہ ہے۔

6) وزیر اعظم کے سیکریٹری کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے سائفر کی کاپی وزیر اعظم کے حوالے کی جس کو انہوں نے گم کر دیا تھا، کیا اس سلسلے میں کوئی محکمانہ انکوائری کی گئی تھی جو اس دعوے کی سچائی کو ثابت کرنے کے لیے کی گئی ہو یا پھر سیکریٹری کے پاس اس الزام کو ثابت کرنے کے لیے سائفر کی وزیر اعظم کو حوالگی کا کوئی دستاویزی ثبوت موجود ہے؟

7) وزیر اعظم نے آرٹیکل 91 (1) (5) کے تحت اٹھائے گئے حلف کے مطابق پاکستان کی سالمیت اور خود مختاری کے تحفظ کی خاطر اپنی ذمہ داریوں کو منصفانہ طور پر ادا کیا۔ حلف کہتا ہے "...پاکستان کی خود مختاری، سالمیت، یکجہتی، فلاح و بہبود اور خوشحالی کے مفاد میں... اپنے فرائض ادا کروں گا۔" غور طلب

بات یہ ہے کہ خود مختاری اور سالمیت دیگر ذمہ داریوں سے پہلے ہیں جن کو وزیر اعظم نے آئین کے مطابق سرانجام دیا۔

8) سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ ترمیم شدہ قانون 18 اگست 2023 کو فوری طور پر اس کے سیکشن 1(2) کے مطابق نافذ العمل ہوا، لہٰذا اس کے تحت سابقہ 2022 کے واقعات پر انکوائری صرف 1923 کے قانون کے مطابق ہی کی جاسکتی ہے۔ علاوہ ازیں صدر مملکت کا بیان پہلے ہی اس ایکٹ کو متنازع بنا چکا ہے۔

9) 1923 کے قانون میں 2023 میں ترمیم کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی جہاں ملک ماضی میں پرانے قانون کے ساتھ مختلف قسم کی نازک صورتحال سے گزرتا آیا تھا۔ اس نکتے کی وضاحت کی ضرورت ہے، بصورت دیگر یہ پہلے سے تیار کردہ کیس کے ساتھ مخصوص افراد کو سزا دینے کا ایک مذموم منصوبہ ہے۔

10) سائفر پاکستان کے اندرونی معاملات میں واضح مداخلت تھی جیسا کہ سیکیورٹی کمیٹی نے دوبار واضح کیا تھا اور اسی لیے استغاثہ کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ایک عوامی نمائندے یعنی وزیر اعظم کا ایک ایسی دستاویز جس کی سیکیورٹی حیثیت ختم ہو چکی تھی کو عوام کے سامنے لانا ایک غداری کا عمل تھا۔

11) کیا مذکورہ کیس کی کاپی نمبر والی سائفر دستاویز ایک غیر مجاز شخص سے برآمد ہوئی تھی جس کی بنیاد پر وزیر اعظم کی جرم کی نیت اور اعتماد کی مجرمانہ خلاف ورزی کو ثابت کیا جاسکے؟ بصورت دیگر مقدمہ قانونی طور پر اپنے ابتدائی مراحل میں ہی ختم ہو جاتا ہے۔

12) ایسا محسوس ہوتا ہے کہ (Green Book) گرین بک کی ضابطے کی کارروائیوں کی خلاف ورزیوں کو مجرمانہ خلاف ورزی میں تبدیل کر دیا گیا ہے، لیکن غور کرنے کی بات یہ ہے کہ وزیر اعظم اور وزیر خارجہ

ذاتی طور پر کبھی بھی ایس اوپیز اور قواعد و ضوابط پر عملدرآمد کے ذمہ دار نہیں ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ سرکاری گواہان کی صورت میں بیوروکریٹس اور متعلقہ عملے کی ایک بڑی تعداد اس خلا کو پُر کرنے اور ملک کے اعلیٰ ترین عہدیداروں پر الزام تراشی کے لیے قطار میں کھڑی کر دی گئی ہے جو کہ واقعتاً مضحکہ خیز ہے۔

13) اس ایکٹ کے ذریعے سے آئی ایس آئی کو پہلی دفعہ سول حکومت کے گورننس کے معاملات میں معاونت یا مداخلت کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ اعلیٰ عدالتوں کو دستورِ پاکستان کی رُو سے اس معاملے کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔

14) جو لوگ عوامی سطح پر مذمت کرتے تھے اور پس پردہ ڈرون حملوں کی اجازت دے کر ہمارے بچوں، مردوں اور عورتوں کو قتل کرواتے رہے ہیں انہیں ہر الزام سے بری کر دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس جس نے ملک کی خود مختاری پر حملے کو اور "میرے پاکستانیو" کو ان مظالم سے محفوظ رکھنے کیلئے غیر ملکی فوجی اڈوں کیلئے "ایبسیلیوٹلی ناٹ" کی سیاسی پوزیشن کے ساتھ عوام کے سامنے رکھا اس پر جاسوسی اور غداری کے الزامات لگائے جا رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ ہم مزید سنگین بحرانوں میں گر کر واپس نہ آنے کے مقام تک پہنچ جائیں، ہمیں تمام صورت حال کا نہایت سنجیدگی سے احاطہ کرتے ہوئے ملک کو قوم کے مفاد میں سیاسی استحکام لانے کی کاوشوں کو تیز تر کرنا ہو گا۔ دستورِ پاکستان کی شارع پہ چلنے میں ہی ملک و قوم اور اس کے تمام اداروں کی عافیت ہے۔

--- بریگیڈیئر (ر) محمد مصدق عباسی

---سابق مشیر وزیر اعظم برائے احتساب و داخلہ